عبادت گذاروں کی زینت

''امام علی بن الحسین علیھما السلام''

محترمہ تنظیم زہراء نقوی کنیز آکبر پوری صاحبہ
معلمہ جامعۃ الزہراء، لکھنؤ

معصومینؑ اگرچہ ہمارے ہی جیسے انسان ہیں جیسا کہ قرآن مجید کی آیۂ کریمہ اس بات کی شاہد بھی ہے:

قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ الخ

(سورۂ کہف آیت:۱۱۰)

ترجمہ: اے نبی! کہہ دو کہ میں تمہارے ہی جیسا انسان ہوں۔

لیکن عالم ابدی وازلی نے انھیں جن کمالات سے نوازا ہے کسی اور کو نہیں نوازا۔ اس لئے کہ معصوم اور پاکیزہ ہونے کے باوجود خود کو ''غنی مطلق'' کے سامنے فقیر، مسکین پیش کرتے ہیں ان کے باکمال ہونے کی سب سے زیادہ واضح دلیل بھی یہی ہے۔ پروردگار کے حضور کا اس حد تک یقین ہے کہ فرماتے ہیں:

''ہم اس خدا کی عبادت نہیں کرتے جس کا چشم بصیرت سے مشاہدہ نہ کیا ہو۔'' اللہ کی بارگاہِ عظیم میں عاجزی کا اظہار اتنا زیادہ ہے کہ پیروں میں ورم اور خوف الٰہی سے بید کی مانند کانپتے ہیں۔

جب وضو کا پانی سامنے آتا ہے تو چہرے کا رنگ متغیر ہوجاتا ہے اور فرماتے ہیں: مجھے رب العالمین کی بارگاہ میں حاضری دینی ہے۔

خشوع وخضوع میں اتنی شدت ہے کہ بچہ کنویں میں گر گیا اور امام علی بن الحسین - مصروف ذکر پروردگار رہیں اور ہنگامے کے باوجود آپ کو پتہ بھی نہیں چل سکا لیکن نماز سے فارغ ہونے کے بعد صحیح وسلامت بچہ کو نکال لیا۔

آتش جہنم کے خوف کا اتنا اثر ہے کہ گھر میں آگ لگ گئی مگر امام سید سجاد - نماز میں مصروف ہی رہے لوگوں نے کہا کیوں آپ نے کوئی توجہ نہیں کی؟ تو جواب میں فرمایا: گھر کی آگ تو پڑوسی بھی بجھا سکتے ہیں لیکن میں جہنم کی آگ کو بجھانے میں مشغول تھا۔

انھیں تمام خوبیوں کو دیکھتے ہوئے آپ کو ''امام زین العابدینؑ'' کہا گیا اور روز محشر آپ کو اسی لقب سے پکارا جائے گا۔

عبادت کا لازمہ ''دعا'' ہے اور دعا ایسی عبادت ہے جو عبد ومعبود کے درمیان رابطہ قائم کرنے کا وسیلہ ہے۔

دنیا کا کون سا انسان ہے جو محتاج نہیں ہے اور کسی سے طلب نہیں کرتا لیکن واقعاً عبادت کا نمونہ ہے وہ بشر جو اس سے فقط امید رکھتا ہے جو ''غنی حمید'' ہے۔ جو معرفت کے ساتھ دعا کرتا ہے۔ وہ دعا جو معرفت کے بغیر فقط عادتاً اور

تجربہ کی خاطر ہوا سے ہرگز عبادت نہیں کہا جا سکتا۔

ائمہ معصومین اور دیگر اولیاء الٰہی جہاں اپنی مسئولیت اور ذمہ داریوں کو پورا کرتے ہیں وہیں کسب معاش اور دوسرے ذرائع سے مال حاصل کرتے ہیں اور انھیں ضرورت مندوں کو دے دیتے ہیں، دوسروں کے ساتھ احسان کرنا، یتیموں کی سرپرستی اور خدمت خلق آپ حضرات کی زندگی کا خاص مشغلہ تھا۔

معصومینؑ نے زندگی کے تمام پہلوؤں کو ملحوظ رکھتے ہوئے سبق دیئے ہیں۔ انھوں نے ہمیں یہ سلیقہ بھی سکھایا ہے کہ ایک بندۂ محتاج کو خالق اور بادشاہ دو عالم کی بارگاہ میں کس طرح حاضر ہونا چاہئے۔ ایک بے چارے کو ''غنی مطلق'' سے کس طرح سوال کرنا چاہئے۔

واقعاً معصومین ؑ کی دعاؤں سے ہر انسان معرفت کا آسانی سے درس لے سکتا ہے۔ آپ حضرات کی دعاؤں میں علم وحکمت کی معنویت نظر آتی ہے۔ درحقیقت آپ حضرات کی دعاؤں کے عارفانہ فقرات وکلمات کی تعریف سورج کو چراغ دکھانے کے برابر ہے۔ ان کی فصاحت وبلاغت کی مثال ہی نہیں ہے۔

یوں تو تمام انبیاء اور اولیاء الٰہی نے بارگاہِ ربوبیت میں دعا کی ہے لیکن اہل بصیرت کے بیان کے مطابق اس میدانِ راز ونیازِ پروردگار میں امام زین العابدینؑ، سید الساجدین حضرت علی بن الحسین ؑ پیش پیش ہیں۔ آپ کی دعاؤں کی نظیر دیگر ائمہ کے یہاں بھی نہیں ملتی البتہ اس کی وجہ یہ نہیں ہے کہ انھوں نے مناجات کرنے میں کوئی کسر باقی رکھی بلکہ ہر ایک کی تبلیغ کا طریقہ مختلف رہا ہے۔

امام زین العابدین ؑ کی زندگی میں اس عمل کی کثرت کی وجہ یہ ہے کہ ''دعا'' کو آپ نے تبلیغ کا ذریعہ قرار دیا۔

بالخصوص واقعۂ کربلا کے رونما ہوجانے کے بعد جب آپ نے دیکھا، معاشرہ انحرافات سے دوچار ہوگیا ہے، دنیا طلبی، عیش پرستی، سیاسی، اخلاقی اور اجتماعی فتنہ وفساد غلبہ پا رہے ہیں تو:-

آپ نے موقع کو غنیمت جانا اور ان حالات سے کماحقہ استفادہ کیا، تاکہ اپنے صحیح اور حقیقی عقائد کو لوگوں کے اذہان تک منتقل کرسکیں پھر اس طرح سے آپ نے لوگوں کے درمیان دعاؤں کے ذریعہ تبلیغ اسلام کا کام انجام دیا۔

آپ کے الفاظ اس قدر جامع، موثر اور مدعا واھداف سے اتنی مطابقت رکھتے ہیں کہ صاحبان حاجت آپ کی دعاؤں پر مکمل بھروسہ اور اعتماد کرتے تھے اور کرتے ہیں۔

آپ کے ایک شاگرد نے آپ کی دعا کی استجابت کے بارے میں چیلنج کرتے ہوئے کہا کہ: ''اگر قبول نہ ہو تو دعا کرنے والا مجھ پر لعنت کرنے کا حق رکھتا ہے۔''

''صحیفۂ کاملہ'' آپ کی دعاؤں کا وہ مجموعہ ہے جس کے مطالعہ سے صاف واضح ہے کہ آپ کی دعاؤں کا فلسفہ وہ نہیں تھا جو عموماً دعا مانگنے والوں کا ہوتا ہے۔ آپ کی دعاؤں کا مقصد فقط غرض برآری نہیں تھی بلکہ عظمت ربوبیت اور ذلت عبودیت کا خصوصاً احساس تھا۔

بے شک امام زین العابدینؑ کی دعا صاحبان ایمان کے لئے کردار کی تعمیر اور ظالموں کے خلاف احتجاج کا

بہترین وسیلہ ہے۔ آپ نے اپنی دعاؤں سے وہی پیغام پہنچایا ہے جو دیگر معصومین ؑ نے خطبات سے پہنچایا ہے۔

واقعۂ کربلا کے بعد آپ نے محسوس کیا کہ اسلامی انقلاب کی کامیابی کے لئے ۷۲ شہداء کا خون کافی ہے اب مزید قربانی کی ضرورت نہیں ہے۔ اور ایسے وقت میں ایک نیا طریقہ استعمال کر کے لوگوں کے دلوں کو منقلب کرنا ہے۔ چونکہ امام تھے، امام خاموش نہیں رہ سکتا لہٰذا آپ دعائیہ انداز میں پیغامات رسالت کو پہنچانے میں مصروف ہو گئے۔

مندرجہ ذیل دعائیہ فقرات جو آپ نے اپنے صحابی ابوحمزہ ثمالی کو تعلیم دیئے ہیں ان کے تذکرے سے آپ کی دعاؤں کی اہمیت اور مقصد کو سمجھا جا سکتا ہے۔

فرماتے ہیں:

''خدایا! مجھے اپنے عتاب کے ذریعہ تنبیہہ نہ کرنا، ہمیں اتنی چھوٹ نہ دینا کہ ہم دھوکے میں پڑ جائیں، خدایا! ہمارے پاس خیر کہاں سے آئے گا جب تو اس کا مرکز ہے۔۔۔۔۔۔ہم نے تو تیرے ہی ذریعہ تیری معرفت حاصل کی ہے۔''

پھر امام خدا کی حمد و ثنا کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''الحمد للہ الذی ادعوہ فیجیبنی۔۔۔ الخ''

''تو وہ خدا ہے جو پکارنے پر جواب دے دیتا ہے۔ اور بغیر مانگے عطا کرنے والا ہے۔''

تعریف ہے اس خدا کی جو بغیر سفارش کے رازِ دل کو سن لیتا ہے اور حاجت روائی کرتا ہے۔ شکر ہے اس پروردگار کا جس نے اپنی پناہ میں رکھ کر عزت دی ہے ورنہ لوگ ذلیل کر دیتے، وہ غنی اور بے نیاز ہونے کے باوجود ہم سے محبت کرتا ہے، اور گناہگار ہونے کے باوجود برداشت کرتا ہے۔

خدایا! میں اپنے تمام مقاصد کے ہمراہ فقط ایک دعا کے سہارے تیری طرف آیا ہوں جب کہ تیری وحدانیت اور لاشریک ہونے کا یقین بھی رکھتا ہوں۔

پروردگار! میں تجھ سے ان چیزوں کا سوال کرتا ہوں جس کا حقدار نہیں ہوں لیکن تو اہل تقویٰ اور اہل مغفرت ہے، مجھے معاف کر دے اور نگاہ کرم سے وہ لباس عنایت فرما جس سے تمام عیوب چھپ جائیں تو، تو قدیم احسان کرنے والا ہے۔ عظیم ترین معاف کرنے والا ہے۔

معبود! تو، تو اتنا کریم ہے کہ جو مانگتے نہیں انھیں بھی عطا کرتا ہے تو میں تو سوال کر رہا ہوں، اور مجھے یقین بھی ہے کہ خلق و امر سب کچھ تیرے دست قدرت میں ہے۔ تو صاحب برکت اور عالمین کا رب ہے۔

اے صالحین کے پروردگار! میں تجھ سے وہ سب مانگ رہا ہوں جو تیرے صالح بندے مانگتے ہیں کیونکہ تو بہترین اور سخی ترین بخشش کرنے والا ہے۔ میری دعا کو میرے نفس، اہل وعیال، میرے والدین، میری اولاد اور متعلقین برادران کے سلسلہ میں قبول فرمانا۔ اے رزاق! اے رحمان!

مجھے رزق میں وسعت، وطن میں امن وامان، مال واولاد سے خنکی چشم، نعمتوں میں قیام، جسم میں صحت، بدن میں قوت، دین میں سلامتی اور اطاعت خدا ورسول کا حوصلہ فرما۔

اے غفار وغفور!

تیری عزت کی قسم اگر تو نے مجھ سے گناہوں کا محاسبہ کیا تو میں تجھ سے معافی کا مطالبہ کروں گا اور اگر تو نے میری ذلت کے بارے میں پوچھا تو میں تیرے کرم کے بارے میں سوال کروں گا، اور اگر تو نے مجھے بداعمالیوں کی بناء پر جہنم میں ڈال دیا تو میں سب کہوں گا کہ میں خدا کو ماننے والا ہوں۔

الٰہی وسیدی! اگر تو نے صرف اولیاء کرام ہی کو بخشا تو گناہگار کہاں جائیں گے؟ پروردگارا! تجھ سے میرا سوال یہ ہے کہ میرے دل میں اپنی محبت اور اپنا خوف بھر دے، مجھے اپنی کتاب کی تصدیق، اپنے اوپر ایمان کا اشتیاق عنایت فرما۔

یاذالجلال والاکرام! میری نگاہ میں اپنی ملاقات کو محبوب بنا دے اور اس ملاقات میں راحت، وسعت اور لطف وکرم قرار دے۔

بارالہا! مجھے ماضی کے صالحین اور آئندہ کے نیکوکار بندوں میں قرار دینا۔

اللھم صلّ علی محمدؐ وآل علیہ السلام محمدؐ۔ میرے لئے رحمت کے خزانوں کو کھول دے مجھ پر ایسی مہربانی فرما جس کے بعد عذاب نہ ہو دنیا وآخرت میں اپنے فضل سے رزق حلال و پاکیزہ عطا کر۔

یا وھاب الجنة ویا وھاب المَغفِرةِ ولا حول ولا قوة الا بک۔ اے بہشت اور عفوو بخشش کے عطا فرمانے والے تیرے علاوہ کوئی صاحب قدرت نہیں ہے۔

